خلفاء راشدین کا انتخاب کیسے عمل میں آیا؟ ان کی حکومت کس حد تک جمہوری قرار دیا جاسکتا ہے؟

تعارف

خلفاء راشدین کی خلافت بھی ایک انتخابی خلافت تھی جس میں حکومت انھی اصولوں پر قائم ہوئی جس کی بنیاد نبی کریم ؐ نے رکھی۔ خلفاء راشدین کی حکومت مکمل طور پر جمہوری حکومت تھی جس میں لوگوں کو بنیادی حقوق مکمل طور پر حاصل تھے اور لوگ خود اپنے وقت کے خلیفہ کو انتخاب کرتے تھے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ خلفاء راشدین کی حکومت بھی ایک شعوری حکومت تھی اور بیت المال کو اللہ کا مال سمجھتے تھے۔ خلفاء راشدین صرف اور صرف اللہ کے قانون کی فرمانبرداری کرتے اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق پہلی تقریر جو انھوں نے مسجد نبوی میں عام بیعت کے بعد کی اس میں وہ کہتے ہیں

"اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کروں اور اگر میں غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کردینا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت"

اسی طرح خلفاء راشدین کے دور میں قانون اللہ کو بالاتر سمجھا جاتا اور خلیفہ کے گھر عام لوگوں کے درمیان ہوتا اور لوگ ان کو کسی بھی ٹوکنے اور تنقید کا اختیار رکھتے تھے ہر شخص کو آزادی رائے کا حق حاصل تھا۔

خلفاء راشدین کا طریقہ انتخاب

خلفاء راشدین کی خلافت ایک انتخابی خلافت تھی جنھیں عام لوگ خود خلیفہ کے طور منتخب کرتے۔ خلفاء راشدین چار ہے

- حضرت ابوبکر صدیقؓ
- حضرت عمرؓ
- حضرت عثمانؓ

حضرت عمرؓ کا انتخاب بطور خلیفہ

• حضرت ابوبکر صدیق کا طریقہ انتخاب بطور خلیفہ

• انتخاب برائے شوریٰ

حضرت ابوبکر صدیق مسلمانوں کے پہلے خلیفہ تھے حضرت محمدؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں کو نئے راہنما کی ضرورت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کرنے کے لیے مسلمانوں نے **شوریٰ (مشاورت)** کا عمل اپنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق کا انتخاب اس بات کا مظہر تھا کہ وہ حضرت محمدؐ کے نزدیک ترین تھے

• اہم کارنامہ

حضرت ابوبکر صدیق نے خلافت کے دوران مرتدین (جو اسلام سے پھر گئے تھے) کے خلاف جنگ لڑی اور اسلامی ریاست کو مستحکم کیا۔

Use elaborate and specific headings

2. حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

منتخب کیا

~~حضرت ابوبکر نے خود حضرت عمرؓ کو~~ خلیفہ کے طور پر

حضرت عمر بن خطاب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے اور ان کا انتخاب خود حضرت ابوبکر صدیق نے کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کے حق میں وصیت لکھوائی اور پھر مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کر کے کہا

"کیا تم اس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں؟ خدا کی قسم! میں نے

CamScanner

رائے قائم کرنے کے لیے ذہن پر زور ڈالنے میں
کوئی کمی کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں
بلکہ عمر بن خطاب کو جانشین مقرر کیا ہے۔ لہذا
تم اس کو سنو اور اطاعت کرو۔"

(خلافت و ملوکیت
سید ابوالاعلیٰ مودودی)

اس پر لوگوں نے کہا

"ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے"

3. حضرت عثمان بن عفانؓ کا انتخاب بطور خلیفہ

انتخاب برائے مشاورت

حضرت عثمان مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے ان کا انتخاب حضرت عمرؓ کے بعد ہوا۔ حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک **انتخابی مجلس** مقرر کی اور فرمایا

"جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر زبردستی امیر بننے کی کوشش کرے اسے قتل کر دو۔"

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو خلافت کے استحقاق سے صاف الفاظ میں مستثنیٰ کر دیا تاکہ خلافت ایک موروثی منصب نہ بن جائے۔ اس مجلس نے آخر کار ایک رکن **عبدالرحمن بن عوف** کو خلیفہ تجویز کرنے کا اختیار دے دیا۔ انہوں نے عام لوگوں میں پھر کر معلوم کیا کہ لوگ حضرت عثمان کے حق میں ہیں۔ پھر حضرت عثمان کو خلیفہ کے طور پر منتخب کیا اور عام لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیا۔

4. حضرت علیؓ ابن ابی طالب کا انتخاب بطور خلیفہ

انتخاب برائے شوریٰ

حضرت علیؓ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے اور

حضرت محمدؐ کے داماد اور قریبی ساتھی تھے۔
حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب کچھ لوگوں نے
حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہا تو انھوں نے کہا

"تمھیں ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ اہل شوریٰ اور اہل بدر کے کرنے کا کام ہے"۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی)

اہم کارنامے

حضرت علیؓ کے دور میں اندرونی جنگیں ہوئیں اور ان کے دور میں مسلمانوں کے درمیان اختلافات بڑھ گئے۔ اس کے باوجود حضرت علیؓ کی خلافت کو اسلامی تاریخ میں **انصاف اور علم کے حوالے** سے بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

خلفاء راشدین کے انتخاب کی خصوصیات

خلفاء راشدین کے انتخاب کی خصوصیات

اخلاقی معیار
(ایمانداری، علم اور قابلیت کی بنیاد پر کیا گیا)

شوریٰ کا تصور
(مشاورت)

لوگوں کو حق رائے
لوگوں نے حق رائے سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عدلیہ کی خود مختیاری
عدالتوں اور لوگوں نے خود فیصلے اور رائے سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔
عدالتوں کے فیصلوں میں کسی قسم کی بھی مداخلت نہیں کی۔

خلفاء راشدین کی حکومت مکمل طور پر جمہوری حکومت کا عکس۔

خلفاء راشدین کی حکومت مکمل طور پر جمہوری حکومت کا عکس تھی جس میں لوگ انھیں خود منتخب کرتے اور ان کی صرف امر بالمعروف کی پیروی کرتے۔ خلفاء راشدین کی جانب سے دورِ حکومت کی درج ذیل خصوصیات ان کی حکومت کو جمہوری حکومت بناتی ہے

خلفاء راشدین کے دورِ حکومت کی خصوصیات جو اس حکومت کو جمہوری حکومت بناتی ہیں۔

• خلفاء راشدین کی حکومت شورائی حکومت تھی

خلفاء راشدین کی حکومت ایک شورائی حکومت تھی جس میں لوگ خود دورِ خلیفہ اپنے لیے منتخب کرتے تھے۔ خلفاء حکومت کے انتظام اور قانون سازی کے معاملے میں قوم کے اہل الرائے کے لوگوں سے مشورہ کیے بغیر کام نہیں کرتے۔ مشورے کے معاملے میں خلفاء راشدین کا تصور یہ تھا کہ اہل شوریٰ کو پوری آزادی کے ساتھ اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔ اس معاملے میں خلافت کی پالیسی کو حضرت عمر نے ایک مجلس مشاورت کی افتتاحی تقریر میں یوں بیان فرمایا ہے

میں نے آپ لوگوں کو جس غرض کیلئے تکلیف دی ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ آپ کے معاملات کی امانت کا جو بار مجھ پر ڈالا گیا ہے اسے اٹھانے میں آپ میرے شریک ہوں۔ میں آپ ہی کے افراد میں سے ایک فرد ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ میری خواہش کی پیروی کریں۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی)

خلفاء راشدین کی حکومت ایک انتخابی حکومت تھی۔

انتخابی حکومت

خلفاء راشدین کی حکومت ایک انتخابی حکومت جنھیں لوگ اپنی مرضی سے منتخب کرتے۔ نبی کریم ﷺ کی جانشینی کے لیے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ نے تجویز کیا اور مدینے کے تمام لوگوں نے بغیر کسی دباؤ یا لالچ اپنی رضا و رغبت سے انھیں پسند کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کے حق میں وصیت لکھوائی اور مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کر کے کہا

"کیا تم اس شخص سے راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں؟ لہٰذا تم اس کو سنو اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔"

اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک انتخابی مجلس مقرر کی اور فرمایا

"جو شخص مسلمانوں کے بغیر زبردستی امیر بننے کی کوشش کرے اسے قتل کر دو۔"

مجلس نے آخر کار حضرت عبدالرحمن بن عوف کو خلیفہ تجویز کرنے کا اختیار دے دیا۔ انھوں نے عام لوگوں میں چل پھر کر پتا لگایا کہ لوگوں کا رجحان حضرت عثمان کی طرف ہے تو انھوں نے حضرت عثمان کو بطور خلیفہ چنا۔

حضرت عثمان کی وفات کے بعد لوگوں نے حضرت علی کو خلیفہ بنانا چاہا تو انھوں نے کہا

"تمھیں ایسا کرنے کا اختیار نہیں یہ تو اہل شوریٰ اور اہل بدر کے کرنے کا کام ہے۔"

CamScanner

خلفاءِ راشدین کی حکومت میں بیت المال سے امانت ہونے کا تصور قرار دینا۔

خلفاءِ راشدین کے دورِ حکومت میں بیت المال کو اللہ اور خلق کی امانت سمجھا جاتا تھا۔ اس میں قانون کے خلاف کچھ آنے اور اس میں قانون کے خلاف خرچ ہونے کو وہ جائز نہ سمجھتے تھے فرماں رواؤں کی ذاتی اغراض کے لیے اس کا استعمال حرام سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہی اور خلافتی (جمہوری) حکومت میں بنیادی فرق ہی یہ ہے

بادشاہ قومی خزانے کو اپنی ذاتی ملک بنا کر اپنی خواہشات کے مطابق آزادانہ تصرف کرتا ہے جبکہ خلیفہ اسے اللہ کی امانت سمجھ کر ایک ایک پائی حق کے ساتھ وصول اور خرچ کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ

"اگر آپ مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم بھی حق کے خلاف وصول اور حق سے خلاف خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہے خلیفہ نہیں۔"

حضرت عمرؓ اپنی ایک تقریر میں بیان کرتے ہیں کہ بیت المال میں خلیفہ کا کیا حق ہے

"میرے لیے اللہ کے مال میں سے اس کے سوا کچھ حلال نہیں ہے کہ ایک جوڑا کپڑا گرمی کے لیے اور ایک جاڑے کے لیے اور قریش کے ایک اوسط آدمی کے برابر معاش اپنے گھر والوں کے لیے لوں۔"

خلفاءِ راشدین کے دورِ حکومت یکساں قانون کی بالاتری۔

خلفاء راشدین اپنی ذات کو بھی قانون سے بالاتر نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ قانون کی نگاہ میں اپنے آپ کو اور مملکت کے ایک عام شہری (مسلمان ہو یا ذمی) کو مساوی قرار دیتے تھے۔

خلفاء کے دورِ حکومت میں عدلیہ کو آزادانہ فیصلے کی اجازت

خلفاء کے دورِ حکومت میں عدلیہ (قاضیوں) کو مکمل آزادی حاصل تھی چاہے فیصلہ کسی کے بھی خلاف کیوں نہ ہو۔ قاضیوں کو اگرچہ یہ سربراہِ مملکت ہونے کی حیثیت سے وہی مقرر کرتے تھے مگر ایک شخص قاضی ہو جانے کے بعد خود ان کے خلاف فیصلہ دینے میں ویسے ہی آزاد تھا جیسے کسی عام شہری کے معاملے میں۔

ایک مرتبہ حضرت علی کا ایک عیسائی کے ساتھ ایک معاملہ پیش آ گیا جس کو انھوں نے کوفہ کے بازار میں اپنی گم شدہ زرہ بیچتے ہوئے دیکھا تھا۔ انھوں نے امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے اپنی زرہ ان سے چھین نہیں لی۔ بلکہ قاضی کے پاس استغاثہ کیا اور چونکہ وہ کوئی شہادت پیش نہ کر سکے۔ قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ کیا۔

ابن خلکان کی روایت ہے کہ

ایک مقدمے میں حضرت علی اور ایک ذمی فریقین کی حیثیت سے قاضی شریح کی عدالت میں حاضر ہوا۔ قاضی نے اٹھ کر حضرت علی کا استقبال کیا اس پر انھوں نے فرمایا

"یہ تمہاری پہلی بے انصافی ہے"

خلفاء راشدین کے دورِ حکومت میں عوام کو تنقید اور اظہارِ رائے کی مکمل آزادی تھی جو کہ روحِ جمہوریت ہے۔

Keep the description of a single argument brief and increase the number of arguments instead

خلفاء راشدین کی حکومت کی ایک اہم جمہوری خصوصیت یہ تھی کہ اس میں عوام آسانی سے تنقید اور اظہار رائے کی آزادی کو استعمال کرتی تھی۔ وہ خود اہل شوریٰ کے درمیان بیٹھتے اور مباحثوں میں حصہ لیتے تھے۔ یہ خلفاء اپنی قوم کا سامنا صرف شوریٰ کے واسطے ہی نہ کرتے تھے بلکہ براہ راست ہر روز پانچ مرتبہ باجماعت نماز ادا کرنے، ہر ہفتے جمعہ کے دن عیدین پر اجتماعات میں ان کو قوم سے اور قوم کو ان سے سابقہ پیش آتا تھا۔ ان کے گھر عوام کے درمیان تھے جو بغیر کسی حاجب یا دربان سے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ وہ بازاروں میں کسی ہٹو بچو اور محافظ دستے کے بغیر عوام کے درمیان میں چلتے پھرتے تھے۔ ان تمام مواقع پر

ہر شخص کو انھیں ٹوکنے، ان پر تنقید کرنے اور ان سے محاسبہ کرنے کی کھلی آزادی تھی بلکہ وہ اس آزادی کی ہمت افزائی بھی کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کی پہلی تقریر میں علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ

"اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو، اگر ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو"

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ کسی شخص کو نکاح میں چار سو درہم مہر باندھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ایک عورت نے وہیں ٹوک دیا کہ آپ کو ایسا کرنے کا حکم نہیں۔ قرآن ڈھیر سا مال (قنطار) دینے کا حکم دیتا ہے آپ اس حد کو مقرر کرنے والے کون ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فوراً اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

خلاصہ

خلافت راشدہ کا یہ دور جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ایک روشنی کا مینار اور جمہوری نظام کی مکمل ترجمانی ہے اس دور کی طرف بعد کے تمام ادوار میں فقہاء و محدثین اور عام دین دار مسلمان ہمیشہ دیکھتے رہے اور اسی کو

19

مذہبی، سیاسی اور اجتماعی نظام کے معاملے میں جو معیار سمجھتا
رہا ہے۔

CamScanner